پبلشنگ کمپنی کی حیرت انگیز ناولوں کا سلسلہ نمبر ۲

خیابانِ اخلاق

یعنی

اخلاقی اور نیچرل نظموں کا مجموعہ

مصنفہ

منشی احمد حسین خاں صاحب بی اے

مصنف

سُرخ حرف - گلبدن - نازنین - خیر النسا - نذیر بیگم - شمع حرم -
چندر مکھی - گیتی آرا - وہ عورت جسے مر کے دکھا دیا
حسن اتفاق وغیرہ وغیرہ

پنجاب پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور کے لئے تصنیف کیا
موہیال متر پریس اندرون لاہور میں چھپوایا

فی جلد ۲

دی پنجاب پبلشنگ ڈسٹری بیوٹری کمپنی لمیٹڈ لاہور

خیر النسا - عورتوں کے حقوق کے متعلق ایک نہایت دلچسپ اور مطلب خیز ناول۔ اس ناول کو پڑھ کر عورتوں کی بے بسی اور بیکسی کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے ایک غریب دکھاری نے نہایت درد انگیز الفاظ میں اپنا دکھڑا رو دیا ہے۔ ہر چند کہ یہ ناول رقت آمیز ہے مگر اس کے کئی مقامات پڑھ کر انسان بے اختیار ہنس پڑتا ہے ۔ قیمت ۱؍

سُرخ حرف اس قسم کا معنی خیز ناول ہے کہ ایسے بہت کم ناول لکھے گئے ہیں ۔ اس کو پڑھ کر عجیب قسم کی حالت طاری ہو جاتی ہے ۔ یہ قصہ ہر ایک کو پڑھنا چاہیئے ۔ قیمت ۸؍

نظیر بیگم ایک نہایت درجہ کا معنی خیز ناول ہے ۔ اس میں ایک شوہر کی بیوفائی اور پاکدامن بیوی کی پارسائی کا فوٹو کھینچا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ دو بیویاں کرنے سے انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے ۔ اس ناول کو شروع کر کے جب تک ختم نہ کر لو رکھنے کو جی نہیں چاہتا ۔ قیمت ۱؍

نازنین لیجئے حضرات ناظرین آپکو انگریزی ناولوں کا بہت شوق ہے آپ کے لئے ایک عجیب ناول اڈاپٹیشن پنجاب کے ایک زبردست مصنف سے کرایا ہے مسٹر رائڈر ہیگرڈ کا ناول شی تمام جہان میں مشہور ہے یہ ناول اس کا اڈاپٹیشن ہے ۔ قیمت ۸؍

چندر مکھی ایک ہوشربا فسانہ ہے ایک باپ کا خوفناک انتقام جارج ایلیٹ کے مشہور ناول رومولا کی طرز پر لکھا گیا ہے اور ہر ایک پہلو سے لاجواب ہے ۔ قیمت ۸؍

شمع سحر لارڈ لٹین کے مشہور ناول لاسٹ ڈیز آف پامپے آئی کا ترجمہ ۔ قیمت ۱۲؍

فہرست مطالب

انٹروڈکشن

جو قدر تعلیم یافتہ احباب نے میری ان نظموں کی کی ہے اُس کا مجھے وہم و گمان تک بھی نہ تھا۔ اُنہوں نے نگاہِ فیض سے مٹی کو اکسیر کر دیا۔ میں عموماً اخبار عام یا پیسہ اخبار میں نظم لکھ کر بھیجدیا کرتا تھا۔ مگر اُس کے چھپتے ہی ہندوستان کے قریباً تمام اُردو اخبارات اُس کو نقل کر لیتے تھے۔ بلکہ ایک دو دفعہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ ممالک متوسط کے قدردانوں نے بعض نظموں کی ہزار ہزار کاپیاں چھپوا کر پبلک میں تقسیم کیں ۔

ان نظموں کے متعلق مجھ اس قدر خط موصول ہوئے ہیں کہ اگر انکو فراہم کروں تو بجائے خود ایک کتاب بن جائیں۔ صرف ایک خط نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

مشفق مہربان کرمفرمائے منشی احمد حسین خان صاحب زاد عنایتہ بندگی۔ اگرچہ مجھے جناب کی ملاقات کا کبھی فخر حاصل نہیں ہوا۔ مگر آپ کی نظمیں جو اخبار عام میں نکلتی ہیں اُن کو پڑھ کر نہایت ہی خوش ہوتا ہوں۔ یہ نظمیں۔ بے نظیر۔ عمدہ تعصب سے خالی۔ نصیحت سے پُر ہیں۔ اور جو نظم ۲۲ مئی ۱۹۰۹ء کے اخبار میں چھپی ہے وہ لاثانی ہے۔ اگر میں جسمانی ملاقات آپ سے رکھتا تو ضرور آپکے دست مُبارک کو بوسہ دیتا۔ مگر لاچار ہوں۔ گھر بیٹھے آپ کی تعریف کرتا ہوں اور آپکے بے نظیر ہنر پر قربان ہوں۔ اگر جناب کو فرصت ہو تو جسمانی ملاقات سے حظ اُٹھاوں۔ اب میں پنشن یاب ہو گیا ہوں ۔

۲۸ مئی ۱۹۰۹ء

بندہ سانجھی مل بی۔ اے (رائے بہادر)
سابق اکسٹرا جوڈیشل کمشنر حال پنشنر

اور میرے ایک فاضل دوست جو آجکل چین میں ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی نظمیں اس قسم کی ہیں کہ درستئ اخلاق کے لئے آب زر سے لکھ کر بچوں کو یاد کرانی چاہئیں ٭

عزیزان وطن! میں نے اُردو پوئیٹری کے دامن سے داغ بدنامی دھونے کی کوشش کی ہے کیونکہ عشقیہ مذاق کو نئی روشنی کے لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور زلف اور خال کی نازکخیالیوں اور بلند پروازیوں پر اب سر تک نہیں ہلاتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ مضامین فحش ہیں۔ اگرچہ میں بالکل ان اصحاب سے اتفاق نہیں کرتا۔ مگر کیا کروں زمانہ کے رنگ کے ساتھ رنگ بدلنا چاہئے۔ میں تہ دل سے اپنے مہربانوں کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان نظموں کو مجموعہ کی صورت میں پیش کرکے یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

احمد حسین خان

باری تعالیٰ

میرے خمیر میں اُلفت ملی ہے ہو تیری — تیری تلاش ہے اور مجھکو جستجو تیری
تیری تمنا ہے اور مجھکو آرزو تیری — لبوں پہ رہتی ہے دن رات گفتگو تیری

گنہ گار ہوں میں اور عفو تیری

یہ تیرا نور ہے جس سے چمکتے ہیں تارے — یہ تیرا قہر ہے دہکتے ہیں جس سے انگارے
یہ تیرا فیض ہے جیتے ہیں جس سے بیچارے — کرم ہے تیرا کہ سرسبز ہیں چمن سارے

برستی شان کی بدلی ہے چار سو تیری

تیرا خیال ہو سورج میں آسمان بنوں — تیرا خیال ہو گلشن میں باغبان بنوں
تیرا خیال ہما ہو میں اُستخوان بنوں — کسی کی خوبیٔ قسمت سے میں زبان بنوں

اور اُس زبان پہ جاری ہو گفتگو تیری

دکھایا دلکش فردوس تو نے ویرانہ — جلایا شمع شبستاں پہ تو نے پروانہ
کیا ہے بلبلِ شیدا کو گل کا دیوانہ — بنایا سبزۂ گلشن کو تو نے بیگانہ

وہ گل ہے کونسا جسمیں نہیں ہے بو تیری

یہ چھوٹے چھوٹے پرندے جو چہچہاتے ہیں — پروں کو کھولتے ہیں اور پھر پھراتے ہیں
اُٹھا اُٹھا کے جو چونچوں میں تنکے لاتے ہیں — اور اک نمونہ کا شاخوں میں گھر بناتے ہیں

یہ سیکھے تجھ سے ہیں ترکیب ہو بہو تیری

تیرے ہی حکم سے آندھی نے سر پہ ڈالی خاک — تیرے ہی حکم سے غنچہ کا ہے گریباں چاک
تیرے ہی حکم سے منہ میں زباں ہوئی سوفاک — تو ہے قدیر ہے مقدس تو مقتدر ہے پاک

"کوئی نماز ادا ہو نہ بے وضو تیری"

جہان کو نور کے سانچے میں تو نے ڈھالا ہے — چراغِ مہر سے دنیا کو کیا اجالا ہے
اندھیری رات کو تو نے بنایا کالا ہے — گلے میں اس کے جو تاروں کی ڈالی مالا ہے

یہ تیری شان ہے حکمت ہے موبمو تیری

رجوع سختی میں سب لوگ تجھ سے لاتے ہیں — تیری جناب سے کب خالی ہاتھ آتے ہیں۔
تیری امید پہ بیٹھے ادھار کھاتے ہیں — گناہ کرنے میں پھر بھی وظیفہ پاتے ہیں

کہ درگذر تیری عادت ہے عفو خو تیری

تو وہ ہے جس نے کہ گوبر سے جگنو چمکایا — تو وہ ہے کیڑے کو پتھر میں رزق پہنچایا
تو وہ ہے جو کہ سمندر کو آگ میں لایا — تو وہ ہے طوق ہے قمری کو جس نے پہنایا

زمانہ شاں پہ شیدا ہوا ہے ہو تیری

تو رودِ نیل میں فرعون کو گراتا ہے — زمیں کے پردہ میں قارون کو چھپاتا ہے
تو نامراد جو شداد کو مٹاتا ہے — بنائے بند ذلکو جو اسکو توڑتا ہے

عجیب تیری ہے خصلت عجیب خو تیری

وہ کون ہے کہ جو حاکم ہے سب پہ یار دبیز — وہ کون ہے کہ قطراں ہے کوہساروں پر
ہے کون فرمانروا ہے جو آبشاروں پہ — بھنور یہ لہر یہ دریاؤں کے کناروں پر

تیری ہی ذات ہے مجھکو قسم ہے تو تیری

تیرے وجود کے منکر بھی میں نے دیکھے ہیں — میں جانتا نہیں وہ کون اور کیسے ہیں
مگر ضرور وہ آنکھوں سے ہنز اندھے ہیں — یقین جانوں وہ کانوں سے ہنز بہرے ہیں

اسی سبب نہیں سُن سکے گفتگو تیری

جہاں میں بیکس و بے بس کا جو سہارا ہے ۔ کرو ڑ درجہ نہیں ...
دکھاتا قلزمِ ہستی کا جو کنارا ہے ۔ خدا ہمارا ہے رزّاق جو ہمارا ہے

اُسی کے ہاتھ میں احمد ہے آبرو تیری

وقتِ دعا

اے وقتِ دعا اے وقتِ دُعا
تو ہادیٔ وادیٔ ایمن ہے
تو رشتۂ شمع ہدایت ہے
تو آبِ زلال تسلّی ہے
تو صیقل زنگ مُصیبت ہے
تو حافظِ جان جوانی ہے
تو سبزیٔ باغ محبّت ہے
تو عفو کے بُرج کا زینہ ہے
تو کشتیٔ قلزمِ عصیاں ہے
تو عالی منزلِ مروّت ہے
جب سر پہ مُصیبت چھاتی ہے
جب صیدِ ستم کوئی ہوتا ہے
جب گردشِ دہر ستاتی ہے
جب صبر کا جامہ چھنتا ہے
جب دشمن عید مناتے ہیں
جب یاس کا دورا ہوتا ہے
حسرت خوں رولاتی ہے

اے ابرِ کرم اے بحرِ سخا
تو طائرِ جاں کا نشیمن ہے
تو منبع جود و کرامت ہے
تو قبلہ نمائے تجلّی ہے
تو دافع گرد نحوست ہے
تو نسخۂ درد نہانی ہے
تو جوہر عرض مروّت ہے
ارباب ہمم کا خزینہ ہے
تو لنگر زورق ایماں ہے
تو ساقیٔ کوثر رحمت ہے
ادبار کی آندھی آتی ہے
جب دردِ الم سے روتا ہے
اور رنج پہ رنج دکھاتی ہے
جب دانا ناداں بنتا ہے
جب حاسد دھوم مچاتے ہیں
جب عاجز پہروں روتا ہے
جب وحشت جان جلاتی ہے